دینی مدارس امن کے مراکز

(فوج کے اعلیٰ افسران سے حضرت ناظم اعلیٰ کی فکر انگیز گفتگو)

مفتی سراج الحسن
جامعہ عثمانیہ پشاور

22 اپریل 2017ء کو وفاق المدارس کے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری صاحب مدظلہم کی سربراہی میں وفاق المدارس کے ایک اعلیٰ سطحی وفد کی فوج کے اعلیٰ افسران سے اسلام آباد میں طویل ملاقات ہوئی۔ وفاق المدارس کے وفد میں مرکزی نائب صدر حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہم، چاروں صوبوں کے ناظمین اور مجلس عاملہ کے اراکین نے شرکت کی۔ بندہ کو بھی اس اہم اجلاس میں شرکت کی سعادت نصیب ہوئی۔ الحمدللہ وفاق المدارس کے ناظم اعلیٰ نے پہلے کی طرح اس موقع پر بھی مقتدر قوتوں کے سامنے دوٹوک اور واضح انداز میں مدارس کی ترجمانی کا حق ادا کیا۔

اجلاس میں سب سے پہلے میزبانِ محترم کی طرف سے مدارس کے بارے میں درج ذیل سوالات کیے گئے:

(۱)......سوسائٹی میں مدارس کے بارے میں منفی تاثر کیوں ہے؟ مثلاً یہ کہ دہشت گردی اور انتہاپسندی کی جڑ مدارس ہیں۔ اس منفی تاثر سے تو یہ معلوم ہو رہا ہے کہ مدارس کا ان چیزوں سے کچھ تو تعلق ہے۔

(۲)...... مختلف مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والوں کے درمیان دوری کیوں ہے؟ اسی طرح فرقہ واریت کا تعلق مدارس سے کیوں جوڑا جا رہا ہے؟

(۳)......حکومت، عوام اور مدارس کے درمیان حائل اور دوری کیوں ہے اور اس میں ہم کیا کردار ادا کر سکتے ہیں؟

ان سوالات کے جوابات کے لیے وفد نے اتفاق سے ناظم اعلیٰ صاحب کو متکلم بنایا۔ ناظم اعلیٰ صاحب نے پہلے وفاق المدارس العربیہ کا مختصر تعارف کیا اور اس کے بعد ان کے سوالات کے جوابات پر روشنی ڈالی، حضرت ناظم اعلیٰ صاحب کے یہ فکر انگیز جوابات پیش خدمت ہیں:

''وفاق المدارس کے بارے میں آپ بہت کچھ جانتے ہوں گے، لیکن میں صرف یاددہانی کے طور پر کچھ گزارشات عرض کروں گا۔ وفاق المدارس ایک تعلیمی نیٹ ورک ہے۔ اس وقت پوری دنیا میں وفاق المدارس سے بڑا تعلیمی نیٹ ورک نہیں۔ دنیا کے باقی ممالک میں مدارس موجود ہیں، لیکن وہاں وفاق المدارس نہیں۔ اس وقت اس

کے ساتھ رجسٹرڈ مدارس کی تعداد تقریباً بیس ہزار سے زیادہ ہے جس میں تقریبا 23 لاکھ طلبا وطالبات زیر تعلیم ہیں ۔قطر میں ایک کانفرنس کے دوران جب میں نے وفاق المدارس کا تعارف پیش کیا تو عالمِ عرب کی ایک بہت بڑی اور معروف شخصیت شیخ یوسف القرضاوی نے میری گفتگو کے بعد فرمایا کہ مولانا محمد حنیف جالندھری نے جس تنظیم کا تعارف کیا یہ کوئی تنظیم نہیں لگتی، بلکہ ایک ریاست لگتی ہے، کیونکہ دوحہ کی آبادی سے زیادہ ان کے ہاں وفاق المدارس کے تحت طلبا وطالبات زیر تعلیم ہیں ۔ جناب! وفاق ایک بہت بڑا تعلیمی نیٹ ورک ہے اور آپ کو حیرت ہوگی کہ ہمارے ہاں طلبہ سے زیادہ طالبات کی تعداد زیر تعلیم ہے۔اس سال 42 ہزار امتحان دینے والی طالبات کی تعداد طلبہ سے زیادہ ہے اور ہر سال اس میں اضافہ ہوتا جارہا ہے، لہذا یہ کہنا کہ ''مولوی عورتوں کی تعلیم کے خلاف ہیں'' غلط ہے۔اس سال وفاق المدارس کے تحت سوا تین لاکھ طلبا وطالبات امتحان دے رہے ہیں ۔دیگر عصری اداروں اور یونیورسٹیوں میں اپنی حد تک امتحان لیا جاتا ہے ۔بورڈ ڈویژنل کی سطح پر امتحان لیتا ہے، جبکہ وفاق المدارس خیبر تا کراچی اور گلگت تا کشمیر گاؤں اور دیہات سب میں ایک ہی وقت میں امتحان لیتا ہے ۔اس سال ستر ہزار حفاظ تیار ہوئے ،جن میں تیرہ ہزار بچیوں نے حفظ قرآن مکمل کیا۔ دنیا میں کہیں بھی اتنے حفاظ تیار نہیں ہوتے جتنے ہمارے ملک پاکستان میں تیار ہوتے ہیں ۔سعودی حکومت نے وفاق المدارس کو اس عظیم کارنامے پر ایوارڈ دیا ہے۔وفاق المدارس ایک نعمت ہے۔وفاق المدارس کا بنیادی کام مدارس کو نصاب تعلیم دینا ہے۔یہی وجہ ہے کہ وفاق المدارس کے ساتھ ملحقہ تمام مدارس کا نصاب اور سلیبس ایک ہی ہے۔لہٰذا اگر کسی افسر کے بچے کراچی کے کسی مدرسہ میں پڑھ رہے ہیں اور اس کا تبادلہ کسی اور شہر میں ہوا تو آپ کو نصاب کے حوالے سے کوئی پریشانی نہیں ہوگی ،جبکہ عصری اداروں میں ایک ہی گلی میں موجود مختلف اداروں کا نصاب الگ ،سلیبس الگ اور طریقۂ کار الگ ہوگا ۔ہر سکول کا الگ الگ نصاب اور کورس ہے ۔ ہمارا ایجوکیشن سسٹم اور امتحانی سسٹم ایک ہی ہے ۔ یہاں کراچی والے طلبہ کا مقابلہ دور دیہات والوں کے ساتھ ہوتا ہے جہاں زندگی کی بعض بنیادی سہولیات میسر نہیں حتی کہ بجلی بھی نہیں، جو پرچہ غریب کا بچہ حل کررہا ہوتا ہے، وہی پرچہ امیر کے بچے کو بھی حل کرنا ہوتا ہے اور یوں ایک سچے مقابلے کی فضا ہوتی ہے اور ایسے علاقوں کے طلبا وطالبات بھی پوزیشنیں لیتے ہیں جہاں سہولیات کا فقدان ہیں ۔ بہرحال یہ اللہ تعالی کا بہت بڑا فضل ہے کہ پاکستان میں وفاق المدارس موجود ہے۔یہاں مختلف مکاتب فکر کے کل پانچ بورڈ ہیں ۔''وفاق المدارس'' اہل سنت والجماعت دیوبندی مکتب فکر سے تعلق رکھنے والے مدارس کا سب سے بڑا تعلیمی بورڈ ہے۔پھر ان سب بورڈوں کا ''اتحاد تنظیمات مدارس'' کے نام سے اتحاد ہے۔پاکستان میں جتنے بھی مدارس ہیں وہ انہی پانچ بورڈوں کے ساتھ ملحق ہیں۔

اب آتے ہیں آپ کے سوالات کے جوابات کی جانب تو پہلا سوال آپ کا یہ تھا کہ معاشرے اور سوسائٹی

میں مدارس کے بارے میں موجود منفی تاثر کی کیا وجہ ہے؟ دہشت گردی کے جو ناطے مدارس کے ساتھ جوڑے جاتے ہیں اس کی وجہ کیا ہے؟ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مدارس کا ان عوامل میں کچھ کردار ضرور ہے؟

جناب! مدارس کے بارے میں یہ تاثر ایک سوچے سمجھے منصوبے اور پروگرام کے تحت قائم کیا گیا ہے اور کیا بھی جا رہا ہے جس میں بہت سے لوگ شعوری اور دانستہ طور پر شامل ہیں اور بہت سے غیر شعوری اور غیر دانستہ طور پر اس کا حصہ ہیں۔ اس وقت علاقائی اور ملکی سطح پر جو تاثر مدارس کے بارے میں قائم کیا گیا ہے، کیا یہی تاثر عالمی سطح پر اسلام کے بارے میں قائم نہیں کیا گیا ہے؟ پاکستان اور مسلم ممالک سے باہر جانے پر یہ نہیں کہا جائے گا کہ مدرسہ دہشت گردی کا مرکز ہے، بلکہ وہاں یہ کہا جائے گا کہ اسلام دہشت گردی کا مذہب ہے اور مسلمان دہشت گرد ہے۔ اب ظاہر ہے کہ مسلم ممالک میں مسلمانوں کی وجہ سے براہ راست یہ بات نہیں کی جاسکتی کہ اسلام دہشت گردی کا مذہب ہے، بلکہ یہاں وہی بات مدارس اور مولوی پر ڈالی جا رہی ہے جس کی وجہ سے مدارس اور پگڑی کو نشانہ بنایا جا رہا ہے، جبکہ اصل ہدف اور ٹارگٹ اسلام اور مسلمان ہے۔ پوری دنیا میں اس کے خلاف منفی تاثر پھیلایا جا رہا ہے جس طرح کہ ڈونلڈ ٹرمپ نے صدر بننے کے پہلے دن ہی سے یہ اعلان کیا کہ اسلامی دہشت گردی کو ختم کر دیں گے ،حالانکہ دہشت گردی تو یہودی، کرسچن اور ہندو میں بھی ملتی ہے۔ نریندر مودی جیسا انتہا پسند ان کو نظر نہیں آتا ہے ...... جہاز کا ہائی جیکر اگر مسلمان ہو تو کہا جاتا ہے کہ مسلم ہائی جیکر، لیکن اگر کبھی کرسچن نے ہوائی جہاز کو ہائی جیک کیا ہو تو کبھی نہیں کہتے کہ کرسچن ہائی جیکر، کبھی بھی کرسچن کی طرف نسبت نہیں کرتے، بلکہ اس کی ذات سے جوڑتے ہیں پاکستان نے ایٹم بم بنایا تو فوراً نام ''اسلامی ایٹم'' بم رکھا گیا، جبکہ یہودی اور ہندوستان کے ایٹم بم کو ''یہودی اور ہندو ایٹم بم'' کا نام نہیں دیا گیا۔ یہ ایک سوچ، منصوبہ بندی اور پلاننگ کے تحت سویت یونین کے زوال کے بعد اسلام اور مسلمان ہدف ہیں۔ آپ تاریخ کا مطالعہ کریں تو خلافت عثمانیہ ختم ہونے کے بعد امریکہ اور روس اکٹھے تھے ،لیکن جب امریکہ نے دیکھا کہ روس ایک بہت بڑی طاقت بن گیا ہے تو انہوں نے روس کو ٹارگٹ کیا۔ اب روس کے خاتمے میں ہمارے عام مسلمانوں بالخصوص ڈاڑھی اور پگڑی والوں کا کردار تھا تو انہوں نے مسلمانوں کو ٹارگٹ کیا، لہٰذا مدارس اور مسلمانوں کے بارے میں جو منفی تاثر ہے وہ باقاعدہ ایک سوچی سمجھی سازش اور پروگرام کے تحت ہے اور پھر اس کے لیے اسباب مہیا کیے گیے، فضا بنائی گئی جس کے لیے بہت سے کام کروائے گئے لوگوں کو پتہ نہیں چلتا کہ پس منظر میں کون ہے؟ لوگ استعمال ہوئے بہت سے مسلمان بھی استعمال ہوئے اور اب بھی ہو رہے ہیں جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ جو فضا انہوں نے بنائی تھی وہ اس میں کافی حد تک کامیاب ہوئے۔ ہمارے پاکستان میں دہشت گردی اور قتل و غارت گری سے انکار نہیں۔

ہمارے ہاں دو طرح کی دہشت گردی ہے (۱) فرقہ ورانہ اور مذہبی دہشت گردی (۲) عمومی دہشت

گردی۔ پہلی قسم میں زیادہ تر شیعہ سنی آپس میں لڑے۔شیعہ نے سنی کو مارا اور سنی نے شیعہ کو، لیکن اس دہشت گردی کا تعلق مدرسہ کے ساتھ نہیں، بلکہ جہاں تک میں سمجھتا ہوں اس کی وجہ اور بنیاد ایک پڑوسی ملک کا انقلاب ہے۔اس انقلاب سے پہلے پاکستان میں سنی بھی رہتا تھا اور شیعہ بھی۔دونوں کی آپس میں معمولی لڑائی ضرور ہو جاتی، لیکن قتل وغارت تک نوبت نہیں پہنچتی۔پاکستان میں شیعہ سنی کے نام پر قتل وغارت گری مدرسہ کی وجہ سے نہیں آئی، کیونکہ مدارس تو پاکستان میں 1947ء سے ہیں اور کئی مدارس تو پاکستان بننے سے پہلے کے ہیں اور برصغیر میں دوڈھائی سوسال سے موجود ہیں۔اگر مدرسہ کی وجہ سے یہ لڑائی ہوتی تو آج سے سو اور ڈیڑھ سو سال پہلے کیوں نہیں تھی؟ معلوم ہوا کہ پاکستان میں سنی اور شیعہ کے نام پر قتل وغارت گری ہمسایہ ملک کے انقلاب کے بعد آئی ہے، کیونکہ انقلاب سے پہلے پاکستان میں سنی اور شیعہ کے نام پر قتل وغارت نہیں ہوئی۔جب اس انقلاب کو آگے دوسرے ممالک میں لے جانا کا پروگرام تھا تو پاکستان میں بھی اسے لانے کی کوشش کی گئی اور تحریک جعفریہ کا بننا اسی کی ایک کڑی ہے۔تحریک جعفریہ کے ردعمل میں یہاں بھی جماعتیں اور تنظیمیں بنیں۔جب ردعمل میں یہ چیزیں آئیں تو معاملہ آگے بڑھتے بڑھتے قتل وغارت تک پہنچ گیا اور یوں پاکستان میں سنی اور شیعہ کے نام پر فساد شروع ہوا۔اب اس فساد کے ساتھ مدرسے کا کوئی تعلق اور جوڑ نہیں، بلکہ ایک ہمسایہ ملک کی پالیسیاں اور پاکستان میں مداخلت فرقہ وارانہ فسادات کے لیے بنیادی سبب ہے۔

پاکستان میں دوسری عمومی دہشت گردی ہے جس میں خودکش حملے، بم دھماکے اور فورسز کے ساتھ لڑائی جھگڑے شامل ہیں۔اس دہشت گردی کا تعلق بھی مدارس، مساجد اور مولویوں سے نہیں، بلکہ خارجہ اور داخلہ پالیسی سے ہے۔اس کی ابتدا اسی وقت سے ہوئی جب سویت یونین کی فوج افغانستان میں داخل ہوئی تو اس وقت ریاست نے باقاعدہ کہا کہ افغانستان کی جنگ پاکستان کی جنگ ہے۔روس گرم پانی تک آنا چاہتا تھا...... یہ کہا گیا کہ اس کا ٹارگٹ افغانستان نہیں، بلکہ پاکستان ہے، لہٰذا اگر پاکستان کو بچانا ہے تو ہمیں اس جنگ میں جانا ہوگا، ہمیں اس جنگ کا حصہ دار بننا ہوگا چنانچہ جب جنگ کا حصہ دار بننا تھا اور وہ جنگ پاکستان کے لیے تھی اور اسے جہاد کا عنوان دیا گیا تو اب آپ ہی ہمیں بتائیے کہ جہاد کے لیے کسی سیکولر اور کیمونسٹ کو تو جانا نہیں تھا، جہاد کے لیے تو وہی طبقہ تیار ہوسکتا تھا جو جہاد پر یقین رکھتا تھا، جنہوں نے جہاد پڑھا تھا تو اس وقت ریاست نے باقاعدہ طور پر جہادی مراکز قائم کیے۔ان سنٹروں کے باہر مدرسوں کے بورڈ لگائے گئے۔مذہبی طبقہ کو جہاد کے لیے تیار کیا گیا، ان کو باقاعدہ ٹریننگ دی گئی اور افغانستان بھیجا گیا اور ان لوگوں نے ملک کی خاطر اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا۔اب جب پالیسی تبدیل ہوئی، امریکہ وہاں آگیا تو ہماری ریاست کی پالیسی تبدیل ہوئی۔راتوں رات جو کل تک مجاہد تھے ان کو دہشت گرد قرار دیدیا گیا......اب جن لوگوں کے ساتھ ریاستی اداروں کے تعلقات اچھے تھے اور جو ان کی مرضی پر چلے، ان کے

ساتھ ریاست کے تعلقات بھی درست رہے اور جو لوگ ان کے کنٹرول میں نہ رہے اور ان کی مرضی پر نہیں چلے اس کے ساتھ لڑنا شروع کر دیا۔ اب شکل وصورت میں چونکہ ڈاڑھی اور پگڑی ہے، ان میں مدرسوں کے پڑھے ہوئے لوگ بھی ہیں جو پاکستان کی خاطر افغانستان میں روس کے خلاف لڑے، لہذا اسی وجہ سے رخ مدرسہ کی طرف موڑا گیا ،حالانکہ مذہبی دہشت گردی کی طرح عمومی دہشت گردی میں بھی مدرسے کا کوئی کردار نہیں، بلکہ دونوں طرح کی دہشت گردی کا تعلق خارجہ اور داخلہ پالیسی سے ہے۔ ہمارے پڑوسی ممالک کے حالات کے ساتھ ان کا تعلق ہے۔ آپ ہی ہمیں یہ فرمائیں کہ جن لوگوں کو ریاست نے جہاد کے لیے تیار کیا تھا اور انہیں اسلحہ دے کر افغانستان بھیجا تھا......اب دوبارہ ان کو سنبھالنا اور ایڈجسٹ کرنا ریاستی اداروں کا کام تھا یا ہمارا؟...... یہ ریاست کا کام تھا کہ ان کو ایڈجسٹ کرتے، مختلف کاموں پر لگا لیتے جب ریاستی اداروں نے اپنا کام نہیں کیا، ان کو ایڈجسٹ نہیں کیا تو نتیجہ یہ ہوا کہ آپس میں ان کی لڑائی شروع ہوئی اور بڑھتے بڑھتے حالات اس نہج تک پہنچ چکے۔ خود ہمارے لوگ دہشت گردی کا نشانہ بنے۔ سب سے پہلے 2004ء میں تمام مکاتب فکر کے 65 علما نے لاہور میں پریس کانفرنس کے ذریعے خودکش حملوں کے خلاف فتوی دیا اور ہم نے فتوی پوری دیانت داری کے ساتھ دیا تھا اس لیے ہمیں مکمل اطمینان تھا۔

اسی فتوی کے نتیجے میں ہمارے وفاق المدارس کے نائب صدر شیخ الحدیث مولانا حسن جانؒ شہید ہوئے۔

اس کے بعد وفاق المدارس نے لاہور میں دوسو علمائے کرام کا اجتماع منعقد کیا جس میں حضرت مولانا فضل الرحمٰن، حضرت مولانا سمیع الحق، مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی اور حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی اور دیگر بڑے بڑے جلیل القدر علما اور مفتیان عظام شریک تھے اور انہوں نے دوبارہ خودکش حملوں کے خلاف فتوی جاری کر دیا اور واضح اعلان کیا کہ پاکستان میں نفاذِ شریعت کے لیے مسلح جدوجہد اور ریاستی اداروں کے خلاف اسلحہ اٹھانے کا شرعاً کوئی جواز نہیں۔ اس کے بعد مذہبی طبقہ نشانہ پر رہا۔ ہمارے کئی علمائے کرام شہید ہوئے، لیکن ہم اب بھی اپنے موقف پر قائم ہیں۔ لہذا جہاں تک آپ کے پہلے سوال کا تعلق ہے کہ سوسائٹی میں مدارس کے بارے منفی تاثر کیوں ہے؟ تو جہاں تک میں سمجھتا ہوں یہ دراصل ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت ہے۔ یہ بالکل اسی طرح ہے جس طرح یورپی ممالک میں اسلام کے بارے میں منفی تاثر پھیلایا جا رہا ہے...... آپ ناراض نہ ہونا میں حقیقت بتا رہا ہوں کہ کیا انہی ملک دشمن طاقتوں نے پاکستان اور ریاستی اداروں کے خلاف منفی تاثر پیدا نہیں کیا ہے؟ کیا یہ نہیں کہا گیا ہے کہ پاکستان آرمی نے اسامہ بن لادن کو پناہ دی تھی؟ کیا یہ نہیں کہا گیا ہے کہ پاکستان آرمی کا تعلق حقانی گروپ کے ساتھ ہے۔ لہذا پلاننگ کے تحت پاکستان، فوج اور مدرسہ کو بدنام کیا جا رہا ہے۔ کوشش یہ ہے کہ افواجِ پاکستان اور مدارس کا جو نہ ختم ہونے والا رشتہ اور تعلق ہے یہ کسی نہ کسی طرح ٹوٹ جائے، کیونکہ مدارس اور فوج دونوں اس ملک کے حقیقی محافظ ہیں۔ پاکستان کے ایٹم بم کے بارے میں کہا گیا کہ فوج کے کنٹرول میں نہیں، کسی بھی وقت

دہشت گردوں کے ہاتھ لگ سکتا ہے۔ یہ سب اس لیے ہے کہ پاکستان کی مضبوط فوج جس پر ہمیں فخر ہے اس کو کمزور اور بدنام کیا جائے اور اس کو مشکوک بنا دیا جائے اور پوری دنیا میں پاکستان اور پاکستان کی فوج کے خلاف ایک منفی تاثر پھیلایا جائے۔ اصل ہدف اسلام ہے، ظاہر ہے کہ جب اسلام کو بدنام کرنا ہے تو اسلام کے مراکز مساجد اور مدارس ہیں۔ اسی وجہ سے اب یہ لوگ ان کے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔ مساجد میں دھماکے کروائے گئے، نمازی شہید ہو گئے لیکن الحمدللہ آج تک ایک مسجد بھی خالی نہیں ہوئی۔ مسلمانوں نے مساجد کا رخ کرنا نہیں چھوڑا۔

مقصد یہ تھا کہ سوسائٹی کا تعلق مسجد، مدرسہ اور مولوی سے کاٹ دیا جائے تا کہ وہ اپنے ایجنڈے کو آگے بڑھائے۔ لہذا اصل ہدف اسلام اور مسلمان ہے۔ مدرسہ کا نہ مذہبی دہشت گردی سے کوئی جوڑ ہے اور نہ عمومی دہشت گردی سے۔ بہتر ہوگا کہ مدارس کے بارے میں ہم سے پوچھا جائے۔ ہمارا نصاب اٹھا کر ایک کتاب ہمیں کوئی نہیں بتا سکتا جس میں فرقہ واریت کی تعلیم دی جاتی ہو۔ ہماری کتابوں میں یہ نہیں ہے کہ شیعہ اور بریلوی کافر ہے، ان کو مار دو۔

ان سب کچھ کے باوجود ظاہر ہے کہ پھر بھی مدارس کے بارے میں منفی تاثر موجود ہے اب اس کے ازالے کے لیے کیا تجاویز ہیں، اس کا تدارک کیسے ہوگا؟ جب باقاعدہ ایک سازش کے تحت منفی تاثر قائم کیا گیا ہے، اب اس کے تدارک کے لیے ہماری درخواست یہ ہے کہ جب بھی حکومت اور ریاستی اداروں کی طرف سے ریفامز کی بات آجائے تو مدرسہ ریفارمز کی بات نہ ہو بلکہ ایجوکیشن ریفامز کی بات کی جائے کیونکہ جب مقتدر قوتوں کی طرف سے یہ بات سامنے آجاتی ہے کہ ہم مدرسوں کو ٹھیک کریں گے تو معاشرے میں یہ تاثر دیا جاتا ہے کہ مدرسہ خراب ہے، اس سے منفی تاثر کو مزید تقویت ملتی ہے جو دشمن کا ایجنڈا ہے۔

نیشنل ایکشن پلان میں جن ریفامز کا ذکر ہیں ان میں ایک ریفامز مدرسہ کے نام سے ہے کہ مدرسہ کو قومی دھارے میں لایا جائے گا، اسے ایجوکیشن ریفامز میں تبدیل کیا جائے اس سے تاثر ختم کرنے میں مدد ملے گی۔ ریفامز میں عمومی الفاظ استعمال کیے جائیں، مثلاً یہ کہ ہم تعلیمی اداروں کو ٹھیک کریں گے۔ یہ نہ کہا جائے کہ مدرسوں کو ٹھیک کریں گے اور آپ تو اس سے اتفاق کریں گے کہ اس وقت زیادہ انتہا پسندی عصری اداروں اور یونیورسٹیوں میں ہے۔ سانحہ صفورا، پنجاب اور مردان واقعہ میں یونیورسٹی کے طلبہ ملوث تھے۔ میڈیا ہر دہشت گردی کے واقعے کو مدارس کے ساتھ جوڑنے کی کوشش کرتا ہے۔ اگر خدانخواستہ مردان یونیورسٹی کا واقعہ کسی مدرسے کے طلبہ نے کیا ہوتا تو ایک طوفان برپا ہوتا اور پتہ نہیں کہ ابھی تک کتنے نیشنل ایکشن پلان آچکے ہوتے لہذا بے لگام میڈیا کو لگام دینے میں ہمارے ساتھ تعاون کیجئے۔

سب شرکا نے ان تجاویز کے ساتھ مکمل اتفاق کیا اور اس بات پر اتفاق پایا گیا کہ جو کچھ مدارس کے بارے میں کہا جا رہا ہے حقائق بالکل اس کے برعکس ہیں۔